DAR-UL-IFTA
SADIQABAD
Alflah Town Sadiqabad Dist: Rahim yar Khan

دار الافتاء صادق آباد
الفلاح ٹاؤن صادق آباد
ضلع رحیم یار خان

Dar-ul-Ifta Sadiqabad

## استفتاء

کیا فرماتے ہیں مفتیانِ عظام درج ذیل مسئلے کے بارے میں:
تین افراد کا مشترکہ پراپرٹی کا کاروبار ہے، اور ان کا آپس میں طے ہوا ہے کہ جو پلاٹ بھی خریدیں گے اس کی مالیت اور نفع میں ہم تینوں برابر کے حصے دار ہوں گے، اور اگر کسی شریک نے کسی اور کا حصہ شامل کرنا ہو تو وہ اپنے حصہ میں سے شامل کر سکتا ہے۔ اس تفصیل کے پیش نظر ان تین شرکاء نے ایک چودہ مرلے کا پلاٹ خرید کر دو لاکھ دس ہزار روپے فی مرلہ کے حساب سے فروخت کیا، خریدار نے اس کے بدلے میں ایک دس مرلہ کا پلاٹ اور کچھ نقد رقم دی۔ ان تین شرکاء میں سے ایک شریک کو کسی شخص نے پراپرٹی کے کام کے لیے کچھ پیسے دے رکھے ہیں کہ جب کسی مناسب پلاٹ کی خرید و فروخت ہو تو ان پیسوں میں سے میرا حصہ بھی اس پلاٹ میں رکھ لینا۔ اب جب چودہ مرلے کے پلاٹ کا دس مرلے کے پلاٹ مع نقد رقم سے تبادلہ کیا جا رہا تھا تو تمام شرکاء نے حسبِ معاہدہ دس مرلہ کے پلاٹ میں اپنا ایک ایک حصہ رکھ لیا، لیکن اس تیسرے شریک نے معاہدہ کرلینے اور اپنا تیسرا حصہ رکھ لینے کے بعد اپنے حصہ میں اس شخص کو بھی شامل کرنے کی نیت کی جس کی نقد رقم اس کے پاس موجود تھی، حالانکہ چودہ مرلے کے پلاٹ میں اس شخص کا کوئی حصہ نہ تھا جس کی نقد رقم اس تیسرے شریک کے پاس موجود ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا وکیل کا مؤکل کے لیے اپنا حصہ کا ایک جزء بیچنا جائز ہے؟ اور اس صورت میں حاصل شدہ نفع کس کو ملے گا؟

مستفتی: بواسطہ عمار یاسر

دار الافتاء صادق آباد
الفلاح ٹاؤن صادق آباد اسلامی جمہوریہ پاکستان

## الجواب باسم ملهم الصواب

مسئولہ صورت میں یہ تیسرا شریک (جس کے پاس کسی دوسرے شخص کے پراپرٹی کے لیے پیسے رکھے ہوئے ہیں) اس پلاٹ میں سے اپنے تیسرے حصے کا ایک جزء بیچنے والا اور مؤکل کی طرف سے خریداری کی نیت کی وجہ سے خود خریدنے والا بھی بن رہا ہے، جبکہ شریعت کی رو سے کسی معاملے میں ایک ہی شخص کا کسی چیز کو بیچنے والا اور اسی چیز کو خریدنے والا ہونا درست نہیں ہے، چنانچہ مذکورہ پلاٹ میں اس تیسرے شریک کا اپنے لیے متعین کردہ حصے کے ایک جزء میں مؤکل کی طرف سے خریداری کی نیت کرنا شرعاً معتبر نہیں ہے، لہٰذا یہ حصہ بدستور وکیل کی ملکیت ہے اور اس سے حاصل ہونے والا نفع بھی وکیل کا ہے۔

**کما فی رد المحتار، الوکالة بالبیع والشراء: (518/5)**

وحاصلها أنه إن أضاف العقد إلى مال أحدهما كان المشترى له، وإن أضافه إلى مال مطلق فإن نواه للآمر فهو له وإن نواه لنفسه فهو له، ..........

**وفی درر الحکام، شرح مجلة الأحكام: (546/3)**

(المادة: 1488) "لو باع الوكيل بالشراء ماله لمؤكله لا يصح "ليس للوكيل بالشراء أن يشترى للمؤكل اربعة أنواع من أموال: (1) ليس للوكيل بالشراء أن يشترى ماله لمؤكله، يعني لو

Scanned with CamScanner

اشترى الوكيل بالشراء مال نفسه لمؤكله لايصح شراؤه، ولو قال له: اشتر مال نفسک لی؛ لأن الشخص الواحد ليس له أن يتولى طرفى العقد۔

**وفی فقه البیوع، محمد تقی العثمانی حفظه الله: (375/1)**

بیع المشاع: وکون المبیع مشاعا لاینافی معلومیته، فیجوز بیع حصة مشاعة من بناء، أو أرض، أو عروض، بشرط أن لا یستلزم ضررا علی الشریک الذی لم یبع حصته، وهذا مما اتفق علیه المذاهب الأربعة، قال الحافظ ابن تیمیة رحمه الله: "یجوز بیع المشاع بإتفاق المسلمین، کما مضت بذلک سنة رسول الله ﷺ مثل قوله الذی فی صحیح مسلم: "أیما رجل کان له شرک فی عرض أو ربعة أو حائط فلایحل له أن یبیعه حتی یؤذن شریکه........ ولقد توسع الفقهاء فی جزئیات بیع المشاع، حتی أنه عدّ من مشکلات المسائل، وقد ذکر الأتاسی رحمه الله جملة من هذه الجزئیات، والمناط فیها، کما قال هو بنفسه حصول الضرر للبائع، أو المشتری، أو الشریک، ویظهر ذلک من عباراتهم صراحة أو دلالة، وعلیه فما أمن فیه من الضرر جاز بیعه وإلا فلا.... وقد تباع قطعة من الأرض مقدرة بالخطوات أو الأمتار، ولکن یترک تعیینها للمستقبل،...... وعلی هذا، فإن بیع قطعة غیر متعینة من جملة القطعات لایجوز عند الإمام أبی حنیفة رحمه الله ویجوز عند صاحبیه، والظاهر انه إن کانت جهالة التعیین تفضی إلی المنازعة، فالأخذ بقول الإمام أبی حنیفة أولی، وإن لم تکن مفضیة إلی المنازعة، فقول الصاحبین أولی بالأخذ.....

واللہ اعلم بالصواب

محمد فرحان عفا اللہ عنہ

**دارالافتاء** صادق آباد

17/ محرم الحرام/1442ھ بمطابق 6/9/2020ش

دستخط: مفتی **محمد ابراہیم** صاحب دامت برکاتہم

الجواب صحیح محمد ابراہیم ۱۸/۱/۱۴۴۲ھ

دستخط: مفتی **احسن عزیز** صاحب مدظلہم

الجواب صحیح ... عفی عنہ ۱۴۴۲ھ

دستخط: مفتی **طارق بشیر** صاحب مدظلہم

الجواب صحیح طارق بشیر عفی عنہ ۱۹/۱/۱۴۴۲ھ

دارالافتاء صادق آباد — فتویٰ نمبر 72/21 — مورخہ ۱۹/۱/۱۴۴۲ھ

نوٹ: ۱۔ جواب سوال کے مطابق ہے۔ صحت سوال کی ذمہ داری مستفتی پر ہے۔

۲۔ ادارہ کسی بھی قانونی وغیرقانونی کاروائی کی صورت میں کسی بھی قسم کا ذمہ دار نہیں اور نہ ہی فریق بنے گا۔



Scanned with CamScanner